Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

Practical Strategies of the Prophetic Seerah (PBUH) for Countering Islamophobia: An Analytical Study

اسلاموفوبیا کے تدارک میں سیرتِ نبوی ﷺ کی عملی حکمتِ عملی: ایک تجزیاتی مطالعہ

Muhammd Ihtisham Ahmad Farooqi
Lecturer, Lahore Garrison University, Lahore
PHD Scholar, Superior University, Lahore
Email: ehtishamfarooqi911@gmail.com

Dr Neelam Bano
Assistant Professor, Chaudhry Abdul Khaliq Centre for Contemporary Islamic Sciences (CAKCCIS), Superior University Lahore
Email: Neelam.bano@superior.edu.pk

Abstract

Islamophobia has emerged as a critical global challenge that undermines interfaith harmony, social cohesion, and peaceful coexistence in increasingly diverse societies. Rooted in historical prejudice, religious bias, media misrepresentation, and political exploitation, this phenomenon distorts the authentic image of Islam and subjects Muslim communities to discrimination, hostility, and social exclusion.

Against this backdrop, the Seerah (biography) of Prophet Muhammad (صلى الله عليه وسلم) offers a comprehensive and time-tested model for addressing these challenges through tolerance, compassion, justice, and mutual respect. This study adopts a qualitative, descriptive-analytical approach, drawing on primary sources — the Qur'an, Hadith literature, and classical Seerah works — alongside secondary academic literature on Islamophobia, media framing, and interfaith relations.

The article traces the causes and manifestations of Islamophobia — historical, religious, civilizational, political, and media-driven — and examines key episodes from the Prophetic biography, including the Constitution of Medina, the delegation of Najran, the Prophet's conduct toward non-Muslim neighbours, and the general amnesty granted at the conquest of Mecca, to identify principles directly relevant to countering contemporary Islamophobia.

The findings indicate that the Prophet's (صلى الله عليه وسلم) engagement with religious pluralism, protection of minority rights, and consistent practice of patience, justice, and forgiveness in the face of hostility provide a practical framework applicable to present-day efforts against Islamophobia — particularly through responsible media engagement, educational reform, interfaith dialogue, and the active involvement of youth and religious

CC BY

scholars. The study concludes that the Seerah is not merely a historical narrative but an actionable strategy for fostering interfaith understanding and social peace in the modern era, and it recommends further interdisciplinary and comparative research to translate these principles into institutional policy and practice.

Keywords: Islamophobia; Seerah of Prophet Muhammadﷺ Interfaith Harmony; Religious Tolerance; Media Representation; Peaceful Coexistence

اسلاموفوبیا عصر حاضر میں ایک اہم عالمی معاشرتی، فکری اور سیاسی مسئلے کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں خصوصاً مغربی ممالک میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوف، نفرت، تعصب اور منفی پروپیگنڈا تیزی سے فروغ پا رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ، سوشل میڈیا، بعض سیاسی قوتیں اور مخصوص فکری حلقے اسلام کو شدت پسندی، دہشت گردی اور انتہا پسندی کے ساتھ جوڑ کر پیش کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں اسلام کی حقیقی تعلیمات پس منظر میں چلی جاتی ہیں۔ اس منفی طرزِ فکر نے نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی اور معاشرتی شناخت کو نقصان پہنچایا ہے بلکہ عالمی سطح پر بین المذاہب ہم آہنگی اور انسانی رواداری کو بھی سبوتاژ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسلاموفوبیا کے باعث مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک، مذہبی آزادی پر پابندیاں، مساجد پر حملے، حجاب پر اعتراضات اور مسلم اقلیتوں کو سماجی و سیاسی دباؤ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

اسلام ایک پرامن، معتدل اور انسان دوست دین ہے، لیکن بعض عالمی واقعات، دہشت گرد تنظیموں کی کارروائیوں اور میڈیا کے جانبدارانہ رویے بھی اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں۔ نائن الیون کے بعد دنیا بھر میں اسلاموفوبیا کے رجحان میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آیا، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو مشکوک نگاہ سے دیکھنے کا رجحان عام ہوا۔ سوشل میڈیا نے اس مسئلے کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے، جہاں بغیر تحقیق کے منفی مواد تیزی سے پھیلایا جاتا ہے۔ مستشرقین کی بعض تحریریں اور عالمی طاقتوں کے سیاسی مفادات بھی اسلاموفوبیا کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض مسلمانوں کا غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل اور اسلامی تعلیمات سے دوری بھی اسلام کے مثبت تشخص کو متاثر کرتی ہے۔

ایسے حالات میں سیرتِ نبویﷺ انسانیت کے لیے بہترین رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ رسول اکرمﷺ کی پوری حیاتِ مبارکہ امن، محبت، رواداری، عدل، رحم اور اخلاقِ حسنہ کا عملی نمونہ ہے۔ آپﷺ نے مخالفین کے ظلم و ستم، طعن و تشنیع اور دشمنی کے باوجود ہمیشہ صبر، حکمت اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ فرمایا۔ آپﷺ نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک، عدل اور انسانی احترام کا رویہ اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپﷺ کو "رحمۃ للعالمین" کا لقب عطاء فرمایا۔ سیرتِ طیبہ کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اسلام تلوار، جبر یا نفرت کا مذہب نہیں بلکہ انسانیت، اخوت اور امن کا داعی ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں بین المذاہب رواداری کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ میثاقِ مدینہ دنیا کا پہلا تحریری سماجی معاہدہ تھا جس میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو مساوی شہری حقوق دیے گئے۔ وفدِ نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مکالمہ، یہود کے ساتھ معاملات، غیر مسلم پڑوسیوں کے حقوق اور فتح مکہ کے موقع پر عام معافی جیسے واقعات اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ اسلام نفرت نہیں بلکہ عفو ودرگزر، برداشت اور باہمی احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ اعتدال، نرم گفتاری اور حکمت کے ذریعے دعوتِ دین کا فریضہ انجام دیا اور شدت پسندی وانتہاپسندی کی نفی فرمائی۔

عصر حاضر میں اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کی تعلیمات نہایت مؤثر اور قابلِ عمل ہیں۔ موجودہ دور میں میڈیا، ڈیجیٹل میڈیا، سوشل میڈیا اور تعلیمی ادارے رائے عامہ کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کو علمی، تحقیقی اور مثبت انداز میں پیش کیا جائے۔ نوجوان نسل کو سیرتِ نبوی ﷺ کے اخلاقی اور فکری پہلوؤں سے روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ وہ اسلام کے حقیقی سفیر بن سکیں۔ اسی طرح علماء، دینی اداروں اور تعلیمی مراکز کو اعتدال پسند بیانیہ اپنانا ہوگا اور بین المذاہب مکالمے کے ذریعے مشترکہ انسانی اقدار کو فروغ دینا ہوگا۔

زیرِ نظر تحقیق کا مقصد اسلاموفوبیا کے اسباب، اثرات اور اس کے تدارک کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کی عملی حکمتِ عملی کو واضح کرنا ہے۔ اس تحقیق میں یہ جائزہ لیا جائے گا کہ کس طرح رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ موجودہ دور میں اسلام کے متعلق پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کر سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ تحقیق میں عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق میڈیا، تعلیم، نوجوانوں اور عالمی مکالمے کے ذریعے اسلاموفوبیا کے انسداد کی عملی صورتوں کو بھی بیان کیا جائے گا تاکہ دنیا میں امن، رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیا جا سکے۔

زیرِ نظر تحقیق کی نوعیت وضاحتی و تجزیاتی (Descriptive-Analytical) ہے۔ اس تحقیق میں کسی سروے، انٹرویو یا فیلڈ ورک کے بجائے Qualitative تحقیق کے اصولوں کو اختیار کیا گیا ہے، جس میں مصادر و مآخذ کا تنقیدی مطالعہ، تجزیہ اور Thematic Organization شامل ہے۔ تحقیق میں استعمال ہونے والے مصادر کو دو درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بنیادی مصادر (Primary Sources) میں قرآنِ مجید، کتبِ حدیث اور سیرتِ نبوی ﷺ کتب شامل ہیں، جن سے سیرت کے واقعات اور اسوۂ حسنہ کو براہِ راست اخذ کیا گیا ہے۔ ثانوی مصادر (Secondary Sources) میں اسلاموفوبیا کے موضوع پر جدید عالمی تحقیق، علمی جرنلز کے مقالہ جات، تحقیقی رپورٹس (مثلاً رنی میڈ ٹرسٹ کی رپورٹ) اور انسائیکلوپیڈیاز شامل ہیں۔

سیرت النبی کے مطالعات سے واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ اسلاموفوبیا، مستشرقین کے اعتراضات اور سیرتِ نبوی ﷺ کے دفاع کے حوالے سے علمی سرمایہ وافر مقدار میں موجود ہے، تاہم موجودہ تحقیق میں ایک نمایاں خلا یہ ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کو اسلاموفوبیا کے تدارک کے لیے ایک جامع، عملی اور عصری حکمتِ عملی

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

کے طور پر منظم انداز میں پیش نہیں کیا گیا۔ بیشتر تحقیقات یا تو مستشر قانہ اعتراضات کے علمی و تاریخی رد تک محدود ہیں یا سیرت کے واقعات کی روایتی تشریح پر اکتفا کرتی ہیں، جبکہ جدید ذرائع ابلاغ، سوشل میڈیا، بین المذاہب مکالمے، عوامی سفارت کاری اور پالیسی سازی جیسے معاصر تناظر میں سیرتِ نبوی ﷺ کی عملی رہنمائی کا تجزیاتی مطالعہ نسبتاً کم نظر آتا ہے۔ اسی تحقیقی خلا کو پُر کرنے کے لیے زیرِ نظر تحقیق یہ جائزہ لے گی کہ سیرتِ طیبہ میں موجود حکمت، مکالمہ، رواداری، رحم دلی، حسنِ اخلاق اور بین الاقوامی تعلقات کے اصول کس طرح عصرِ حاضر میں اسلاموفوبیا کے مؤثر تدارک کے لیے قابلِ عمل ماڈل فراہم کرتے ہیں۔

تجزیے کا آغاز اسلاموفوبیا کے مفہوم، اسباب اور اثرات کو مستند تعریفات اور تحقیقی شواہد کی روشنی میں متعین کرنے سے کیا گیا ہے۔ اس کے بعد سیرتِ نبوی ﷺ کے متعلقہ واقعات — میثاقِ مدینہ، وفدِ نجران سے مکالمہ، غیر مسلم پڑوسیوں اور اقلیتوں کے ساتھ معاملات، اور فتحِ مکہ کے موقع پر عام معافی کو تجزیے کے ذریعے اسلاموفوبیا کے مختلف پہلوؤں سے جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ سیرت کی تعلیمات کس طرح عصرِ حاضر کے اس چیلنج کا عملی جواب فراہم کرتی ہیں۔

چنانچہ ذیل میں اسلاموفوبیا کا معنی و مفہوم بیان کیا جارہا ہے۔

اسلاموفوبیا کا معنی و مفہوم

ذیل میں اسلاموفوبیا کا معنی و مفہوم بیان کیا جارہا ہے۔

لغوی معنی

اسلاموفوبیا (Islamophobia) دو الفاظ سے مل کر بنا ہے:

Islam یعنی اسلام

Phobia یعنی خوف، ڈر یا شدید نفرت

لفظ Phobia یونانی زبان کے لفظ **"Phobos"** سے ماخوذ ہے جس کے معنی خوف اور دہشت کے ہیں۔ اس اعتبار سے اسلاموفوبیا کا لغوی معنی ہے: "اسلام یا مسلمانوں سے خوف، نفرت یا تعصب رکھنا۔"

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

اصطلاحی معنی

اصطلاحی طور پر اسلاموفوبیا سے مراد اسلام، مسلمانوں، اسلامی تہذیب اور اسلامی شعائر کے خلاف غیر منطقی خوف، نفرت، تعصب، امتیازی رویہ اور منفی پروپیگنڈا ہے۔ یہ صرف ذہنی خوف تک محدود نہیں بلکہ عملی طور پر مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیزی، امتیازی قوانین، مذہبی پابندیوں اور سماجی تعصب کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔

آکسفورڈ ایڈوانس لرنرز ڈکشنری Oxford Advanced Learner's Dictionary کے مطابق اسلاموفوبیا سے مراد:

"dislike or unfair treatment of Islam or Muslims[1]"

"اسلام یا مسلمانوں کے خلاف نفرت یا غیر منصفانہ رویہ" ہے۔

برطانیہ کے معروف تحقیقی ادارے Runnymede Trust نے 1997ء کی اپنی رپورٹ Islamophobia: A Challenge for Us All میں اسلاموفوبیا کو یوں بیان کیا:

"The term Islamophobia refers to unfounded hostility towards Islam. It refers also to the practical consequences of such hostility in unfair discrimination against Muslim individuals and communities, and to exclusion of Muslims from mainstream political and social affairs.""

اسلاموفوبیا سے مراد اسلام کے خلاف بے بنیاد دشمنی اور نفرت ہے۔ نیز اس سے مراد اس دشمنی کے عملی نتائج بھی ہیں، جن کی وجہ سے مسلمانوں اور مسلم communities کے ساتھ غیر منصفانہ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے اور انہیں سیاسی و سماجی دھارے سے خارج کیا جاتا ہے۔"[2]

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (Encyclopaedia Britannica) کے مطابق "اسلاموفوبیا" کی اصطلاح بیسویں صدی کے آغاز میں فرانسیسی ادب میں "Islamophobie" کے نام سے مسلمانوں کے خلاف جذبات اور پالیسیوں کے اظہار کے لیے استعمال ہوئی، جبکہ انگریزی زبان میں یہ 1990ء کی دہائی کے آخر میں مقبول ہوئی۔ اسلاموفوبیا دراصل زینوفوبیا (Xenophobia) کی ایک قسم ہے، یعنی غیر ملکیوں یا اجنبی چیزوں کا خوف۔ بعض محققین کے مطابق اسے مسلمانوں کے خلاف نسل پرستانہ رویے (Anti-Muslim Racism) کے مترادف سمجھا جانا چاہیے، کیونکہ اسلاموفوبیا کے مسلمانوں کی زندگیوں

1- Oxford Advanced Learner's Dictionary. "Islamophobia." Oxford University Press, accessed May 25, 2026.

2- Runnymede Trust. Islamophobia: A Challenge for Us All. London: The Runnymede Trust, 1997, p4.

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

پر اثرات اور اسلاموفوبک نظریات رکھنے والوں کے رویے، نسل پرستی کے اثرات سے بہت حد تک مشابہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق اسلاموفوبیا سے مراد ہے:

Islamophobia ,fear, heated, and discrimination against practitioners of Islam or the Islamic religion as a whole.

اسلاموفوبیا سے مراد اسلام یا مجموعی طور پر اسلامی مذہب کے ماننے والوں کے خلاف خوف، نفرت اور امتیازی سلوک ہے۔[3]

مندرجہ بالا تعریفات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ:

"اسلاموفوبیا ایک ایسا فکری، سماجی اور سیاسی رویہ ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بے جا خوف، نفرت، تعصب، غلط فہمیاں اور امتیازی سلوک پایا جاتا ہے، اور اسلام کو شدت پسندی یا عالمی خطرے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔"

اسلاموفوبیا کے بنیادی اسباب

تحقیقی و مطالعاتی شواہد بتاتے ہیں کہ مغرب میں اسلام کے خلاف نفرت اور خوف (اسلاموفوبیا) یک رُخی نہیں بلکہ متعدد محرکات سے بنتا ہے۔ جس کے متعدد نمایاں اسباب ہیں:

- تاریخی عوامل
- مذہبی عوامل
- مغرب کا قومی و تہذیبی تفاخر
- معاشرتی نفرت

تاریخی عوامل

اسلام کی ابتدائی فتوحات اور اس کے بعد مسلم دنیا کی فکری، سائنسی اور تہذیبی برتری نے مغرب میں ایک مستقل مقابلہ اور مزاحمت کی فضا پیدا کی۔ بعد کے ادوار میں سیاسی کشمکش، جنگیں اور باہمی تصادم کی یادداشتیں مغربی ذہن میں اسلام کے بارے میں بدگمانیوں کو تقویت دیتی رہیں۔ اسی تاریخی پس منظر نے بعض مغربی بیانیوں میں اسلام کو "خطرہ" بنا کر پیش کرنے کا جواز فراہم کیا۔

3۔ The Editors of Encyclopaedia Britannica. "Islamophobia." Encyclopaedia Britannica. Accessed May 25, 2026.

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

اس حوالہ سے الکتانی تحریر کرتے ہیں کہ اسلام کے اس روشن دور نے مقابل مذہب جو جذباتی طور پہ انتہائی تکلیف دی جس کی وجہ سے ہر دور میں اسلام کو مقابلین کا سامنا بھی کرنا پڑا، اندلس کی فتح اور صلیبی فتوحات اس پہ شاہد ہیں کہ عوام الناس ان کی مذہبی نما تعلیمات اور رویوں سے تنگ آکر فاتحین کو پیغام بھیجنے پہ مجبور ہو گئے کہ انہیں اسلامی پرامن معاشرت چاہیے۔[4]

اسلام کی آب وتاب دیکھ کر مغرب کے مذہبی طبقات میں شدید تشویش کی لہر دوڑ گئی اور وہ عملی میدان میں اسکا احاطہ کرنے سے جب عاجز آگئے تو انہوں نے اسلام ،پیغمبر اسلام اور اسلام کے پیروکاروں کے خلاف بولنا اور لکھنا شروع کر دیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین ہو یا قرآن سوزی کے واقعات تمام مسلمانوں کے لئے انکی نفرت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ A.J. Arberry نامی ایک مستشرق نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا اور اسے سابقہ کتب کا چربہ قرار دے دیا۔ جبکہ بعض مستشرقین نے نزدیک قرآن کریم کو جاہلی اشعار سے ماخوذ قرار دے دیا۔[5]

یہ اور اس طرح کی تمام واقعات اسلام سے نفرت کا منہ بولتا ہیں۔

مذہبی عوامل

اہلِ کتاب، خصوصاً یہود و نصاریٰ، اپنی مذہبی کتابوں کی تعلیمات کی بنا پر آخری نبی کی آمد سے واقف تھے اور اسی کے منتظر بھی تھے۔ لیکن جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو بہت سے لوگوں نے آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار کی ایک نمایاں وجہ مذہبی و نسلی تعصب تھا، کیونکہ ان کی خواہش یہ تھی کہ آخری نبی بنی اسماعیل کے بجائے بنی اسرائیل میں سے مبعوث ہوں۔ مزید یہ کہ انہوں نے اُن واضح نشانیوں کو بھی نظر انداز کیا جو آخری نبی کی پہچان کے لیے موجود تھیں، حالانکہ ان کی کتابوں میں آپ ﷺ کی آمد کا ذکر صراحت کے ساتھ ملتا ہے۔

یہی رویہ — حق کو جانتے ہوئے اسے چھپانا، تعصب کی بنیاد پر انکار کرنا، اور اسلام و نبی ﷺ کی صداقت کو تسلیم نہ کرنا — بعد کے ادوار میں اسلام کے خلاف نفرت، بدگمانی اور مخالفت کی فکری بنیاد بنتا گیا، جو آج کے دور میں بعض حلقوں میں اسلاموفوبیا کی صورت میں بھی نظر آتا ہے۔

قرآنِ مجید نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

4۔ علی بن محمد المنتصر باللہ الکتانی، انبعاث الإسلام في الأندلس، الناشر: دار الكتب العلمية- بیروت—لبنان، ط: 1، 2005م، مقدمہ، ملخصا

5۔ مصطفی السباعی، الاستشراق والمستشرقون، ناشر: دارالورق القاہرہ مصر، ص 38-39

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ [6]

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس نبی کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں' اور ان میں سے ایک فریق یقیناً جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

مغرب کا قومی و تہذیبی تفاخر

مغربی تہذیبی برتری کے احساس کے تحت اسلام اور مسلمانوں کو بعض اوقات "غیر مہذب اور غیر جدید" دکھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس ذہنیت میں اپنی تہذیب کو معیارِ حق سمجھ کر دوسری تہذیبوں ـــــ خصوصاً اسلام ـــــ کو کمتر قرار دینے کا رجحان شامل رہتا ہے، جس سے تعصب پھیلتا ہے۔

معاشرتی نفرت

میڈیا بیانیے، عمومی سماجی تعصبات، اور بعض سیاسی مفادات مسلمانوں کے خلاف خوف اور نفرت کو بڑھاتے ہیں۔ نتیجتاً اسلام کو دہشت گردی یا شدت پسندی کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا جاتا ہے، اور عام مسلمان بھی اسی منفی تاثر کی زد میں آتے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف اس معاشرتی نفرت کا اظہار کرنے کے لئے متعدد محاذوں پہ اسلام کے خلاف بیانیہ سازی کی جاتی ہے۔ جو اسلاموفوبیا کے پھیلاؤ کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ چنانچہ ان محاذوں میں سے پہلا محاذ میڈیا ہے۔

میڈیا پروپیگنڈا اور اسلامی دہشت گردی

میڈیا کا پروپیگنڈا اسلاموفوبیا پھیلانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، کیونکہ میڈیا یہ طے کرتا ہے کہ کن موضوعات کو زیادہ اہمیت دی جائے (agenda-setting) اور انہیں کس زاویے سے پیش کیا جائے (framing)۔ کئی تحقیقات سے پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں کے بارے میں خبریں اکثر سکیورٹی اور دہشت گردی کے تناظر میں دکھائی جاتی ہیں، جس سے یہ تاثر گہرا ہوتا ہے کہ "مسلمان ایک خطرہ ہیں"۔ نتیجتاً مسلمانوں کی شناخت کو محدود اور یک رُخی انداز میں پیش کیا جاتا ہے، اور انہیں "Othering" "غیر" بنا کر معاشرتی اور ثقافتی طور پر الگ دکھایا جاتا ہے۔ ایسی نمائندگی منفی تصورات کو عام کرتی ہے اور بعض اوقات اخلاقی گھبراہٹ (moral panic) پیدا کر کے عوامی خوف بڑھا دیتی ہے، جس کا فائدہ امتیازی پالیسیوں اور سماجی تعصب کو قبولیت دلانے میں بھی ہو سکتا ہے۔

[6] ۔ البقرہ، 2:146

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

مثال کے طور پر برطانیہ میں مسلمانوں کی میڈیا پر کوریج بھی ایک انتہائی متنازع موضوع ہے جہاں میڈیا کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں عوامی تاثر پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ ایرک بلیچ اور ان کے ساتھیوں (2015) کی تحقیق میں واضح کیا گیا ہے کہ برطانوی پرنٹ میڈیا میں، خاص طور پر روزانہ کی اخباری سرخیوں میں، مسلمانوں کی عکاسی اکثر (Negative Frames) منفی فریمز کے تحت ہوتی ہے۔ یہ منفی فریمز مسلمانوں کو دہشت گردی، معاشرتی عدم مطابقت، یا کسی مسئلے کے حل کے طور پر دکھاتے ہیں۔ مثلاً برطانوی پرنٹ میڈیا میں مسلمانوں کی عکاسی کے حوالے سے کیے گئے اس تحقیقی جائزے کے مطابق، 2001 سے 2012 کے عرصے میں چار بڑے اخبارات سے کل 5501 سرخیاں نکالی گئیں جن میں مسلمانوں اور اسلام کے حوالے سے الفاظ شامل تھے۔ تجزیے کے لیے اس میں سے 685 سرخیاں منتخب کی گئیں، جو کہ نمونے کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ان سرخیوں کو پانچ کٹیگریز میں تقسیم کیا گیا، جن میں "مسئلہ" (Problem) فریم منفی نوعیت کا حامل تھا اور مسلمانوں کو کسی مسئلے یا خطرے کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اس کی تعداد 215 سرخیاں یعنی تقریباً 31 فیصد رہی۔ دوسری جانب، مثبت انداز میں مسلمانوں کو دکھانے والی سرخیاں "متاثرہ" (Victim) فریم، جو ہمدردی پیدا کرتی ہے، اور "فائدہ مند" (Beneficial) فریم، جو معاشرتی حصہ داری کی نمائندگی کرتا ہے، میں تفویض کی گئیں، جن کی تعداد بھی کل 215 سرخیاں یا تقریباً 31 فیصد تھی۔ اس کے علاوہ تقریباً 29 فیصد سرخیاں غیر واضح (Ambiguous) تھیں، جنہیں مثبت یا منفی دونوں طرح سے سمجھا جا سکتا ہے۔

مزید برآں، یہ تحقیق بتاتی ہے کہ میڈیا میں مسلمانوں کی تصویر کشی دائیں بازو کے اخباروں (conservative) میں خاص طور پر زیادہ منفی ہوتی ہے، جہاں ٹیبلوئڈز اور دائیں جھکاؤ رکھنے والے اخبارات میں مسلمانوں کے خلاف خبریں تقریباً نصف وقت منفی انداز میں پیش کی جاتی ہیں۔ اس کے برعکس، بائیں طرف جھکاؤ رکھنے والے (progressive or liberal) براڈشیٹس میں مسلمانوں کی عکاسی نسبتاً مثبت رہنے کا رجحان پایا گیا ہے۔ یہ فرق میڈیا کی تدوین اور اشاعت میں ایڈیٹرز کے نظریات اور قارئین کی توقعات کی عکاسی کرتا ہے۔

دوسری جانب، مسلمانوں کی میڈیا میں پیش کی گئی تصویر کا موازنہ یہودیوں اور عیسائیوں سے کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اکثر نسبتاً زیادہ منفی لحاظ سے دیکھا جاتا ہے، جبکہ یہودی اور عیسائی گروہ زیادہ تر متاثرہ یا مثبت فریمز میں آتے ہیں۔ اس سے اسلاموفوبیا کی آگے بڑھانے میں میڈیا کے کردار کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ کس طرح متعصبانہ اور ایک طرفہ رپورٹنگ معاشرتی عدم برداشت کو بڑھاتی ہے اور مسلمانوں کے خلاف غلط فہمیاں جنم دیتی ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

لہٰذا، ان تحقیقی نتائج کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ میڈیا کی سرخیوں میں استعمال ہونے والے منفی فریمز، جو اکثر حقائق کی مکمل عکاسی نہیں کرتے، اسلاموفوبیا کو نہ صرف پھیلاتے ہیں بلکہ مسلمانوں کو برطانوی معاشرے میں ایک الگ تھلگ اور غیر مطلوب گروہ کے طور پر پیش کرتے ہیں، جو کہ انسدادِ اسلاموفوبیا کی جدوجہد میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔[7]

علاوہ ازیں دنیا کے مختلف ممالک اپنی مووِیز میں بھی مسلمانوں کو دہشت گرد کے طور پہ پیش کرتی ہیں ذیل میں ان میں سے چند ایک کے نام درج کئے جا رہے ہیں۔

- True Lies (1994)
- Rules of Engagement (2000)
- The Siege (1998)
- American Sniper (2014)
- London Has Fallen (2016)

ان فلموں کے ذریعے چند recurring stereotypes سامنے آتے ہیں کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔ عرب دنیا تشدد اور انتہا پسندی پھیلا رہی ہے۔ جبکہ مغرب امن و تہذیب کا محافظ اور مسلم مذہبی علامات خوف اور خطرہ پھیلاتی ہیں۔ یہی stereotypes آہستہ آہستہ عوامی ذہن سازی (public perception) پر اثر ڈالتے ہیں، جسے cultural Islamophobia کہا جاتا ہے۔

یہ صرف چند ایک مثالیں ہیں اور ورنہ دنیا بھر میں بیسیوں مووِیز ایسی ہیں جن میں مسلمانوں کو دہشت گردی کی علامت بنا کر دکھایا گیا ہے۔

سیاسی مفادات اور عالمی طاقتیں

اسلاموفوبیا کے فروغ میں سیاسی مفادات اور عالمی طاقتوں کا کردار بھی ایک اہم سبب ہے۔ کئی مغربی طاقتیں اور سیاسی حلقے نے اپنے جغرافیائی، معاشی اور عسکری مفادات کے تحفظ کے لیے اسلام اور مسلمانوں کو خطرے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ خصوصاً نائن الیون کے بعد "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کے نام پر بعض عالمی طاقتوں نے اسلام کو شدت پسندی سے جوڑنے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں عالمی میڈیا، پالیسی سازی اور عوامی رائے میں مسلمانوں کے خلاف خوف اور بداعتمادی میں اضافہ ہوا۔ اس طرزِ فکر کو بعض سیاست دانوں نے داخلی سیاست میں ووٹ حاصل کرنے، قوم پرستی کو ابھارنے اور عوام کی توجہ اصل مسائل سے

[7]۔ Bleich, E., Stonebraker, H., Nisar, H., & Abdelhamid, R. (2015). Media Portrayals of Minorities: Muslims in British Newspaper Headlines, 2001–2012. Journal of Ethnic and Migration Studies, 41(6), 942-962. DOI: 10.1080/1369183X.2014.1002200

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

ہٹانے کے لیے بھی استعمال کیا۔ چنانچہ اسلاموفوبیا صرف ایک مذہبی یا سماجی مسئلہ نہیں بلکہ کئی مواقع پر سیاسی حکمتِ عملی اور عالمی طاقتوں کے مفادات سے جڑا ہوا رجحان بھی بن چکا ہے۔

اسلاموفوبیا کے فروغ میں سیاسی مفادات اور عالمی طاقتوں کے کردار کی کئی مستند مثالیں موجود ہیں، جنہیں محققین اور عالمی اداروں نے بھی زیرِ بحث لایا ہے:

نائن الیون (11/9) کے بعد "وار آن ٹیرر"

امریکہ نے 2001ء کے حملوں کے بعد "War on Terror" کا آغاز کیا، لیکن اس مہم میں اکثر اسلام اور دہشت گردی کو ایک دوسرے سے جوڑ کر پیش کیا گیا۔ افغانستان اور عراق پر حملوں کے دوران مغربی میڈیا میں مسلمانوں کی منفی تصویر کشی بڑھی، جس سے عام لوگوں میں اسلام کے بارے میں خوف پیدا ہوا۔

امریکی صدر جارج بش کا بیان ملاحظہ کریں:

The attack took place on American soil, but it was an attack on the heart and soul of the civilized world. And the world has come together to fight a new and different war, the first, and we hope the only one, of the 21st century. A war against all those who seek to export terror, and a war against those governments that support or shelter them[8].

ڈونلڈ ٹرمپ کی مسلم بین پالیسی (2017)

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے چند مسلم اکثریتی ممالک کے شہریوں کے امریکہ داخلے پر پابندی عائد کی، جسے عالمی سطح پر اسلاموفوبک پالیسی قرار دیا گیا۔ اس اقدام نے مسلمانوں کے خلاف شکوک و شبہات کو مزید تقویت دی اور سیاسی فائدے کے لیے خوف کی سیاست (Politics of Fear) کی مثال بن گیا۔[9]

فرانس میں حجاب اور مذہبی علامات پر پابندیاں

فرانس میں سیکولرازم (Laïcité) کے نام پر حجاب، نقاب اور دیگر اسلامی علامات پر مختلف پابندیاں لگائی گئیں۔ 2004 میں سکولز میں حجاب پر پابندی لگادی گئی[10] اور 2010 میں عمومی طور پہ خواتین پہ نقاب اور چہرہ ڈھانپنے پہ پابندی لگادی گئی۔[11]

[8]- President George W. Bush, October 11, 2001. George W. Bush Library https://www.georgewbushlibrary.gov/research/topic-guides/global-war-terror
[9]- https://www.bbc.com/news/world-us-canada-38781302
[10]- https://www.bbc.com/urdu/news/story/2004/02/040210_french_scarfban_sen

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

یہ پالیسیاں مسلمانوں کو سماجی طور پر الگ تھلگ کرنے اور اسلام کو "غیر فرانسیسی" ثابت کرنے کے سیاسی رجحان کا حصہ بنیں۔

بھارت میں ہندوتوا سیاست

بھارت میں بعض انتہا پسند سیاسی حلقوں نے مسلمانوں کو قومی سلامتی اور ثقافتی شناخت کے لیے خطرہ بنا کر پیش کیا۔ انتخابی سیاست میں مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز بیانات اور میڈیا مہمات کو سیاسی حمایت حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا گیا، جس سے اسلاموفوبیا میں اضافہ ہوا۔

میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کے خلاف بیانیہ

میانمار کی حکومت اور قوم پرست گروہوں نے روہنگیا مسلمانوں کو ''غیر ملکی'' اور ''خطرہ'' قرار دے کر ان کے خلاف تشدد کو جواز فراہم کیا۔ اقوام متحدہ نے اس صورتِ حال کو نسلی تطہیر (Ethnic Cleansing) قرار دیا۔ یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ اسلاموفوبیا محض مذہبی تعصب نہیں بلکہ کئی اوقات میں سیاسی طاقت، قومی مفادات، میڈیا بیانیے اور عالمی حکمتِ عملیوں سے گہرا تعلق رکھتا ہے[12]۔

مسلمانوں کا غیر مؤثر نمائندہ کردار

اسلاموفوبیا کے پھیلاؤ کی ایک وجہ یہ بھی بن جاتی ہے کہ کئی معاشروں میں مسلمان اپنی اجتماعی سطح پر مؤثر نمائندگی قائم نہیں کر پاتے، جس کے نتیجے میں ان کا مؤقف کمزور اور منتشر دکھائی دیتا ہے۔ جب منظم، تربیت یافتہ اور متنوع ترجمان سامنے نہ ہوں تو میڈیا اور سیاست میں چند منفی واقعات یا چند شدت پسند آوازیں پورے اسلام اور تمام مسلمانوں کی ''نمائندگی'' کے طور پر پیش کر دی جاتی ہیں، اور اکثریت کی خاموش یا غیر مربوط آواز پس منظر میں چلی جاتی ہے۔ اسی خلا سے فائدہ اٹھا کر قوم پرست یا متعصب حلقے روایتی تعصبات کو ''سیکیورٹی'' یا ''قومی شناخت'' کے نام پر قابلِ قبول بیانیہ بنا دیتے ہیں، جبکہ مسلمان کمیونٹی بروقت وضاحت، مذمت، قانونی و سماجی وکالت اور مثبت شہری کردار کو مؤثر انداز میں اجاگر نہیں کر پاتی۔ مزید یہ کہ داخلی تقسیم، قیادت کا بحران اور پالیسی سطح پر کمزور لابنگ اسلاموفوبک بیانیوں اور امتیازی فیصلوں کے سامنے مزاحمت کو کمزور کر دیتی ہے؛ یوں تعصب صرف رائے تک محدود نہیں رہتا بلکہ آہستہ آہستہ سماجی رویّوں اور بعض اوقات قوانین و پالیسیوں میں بھی جگہ بنا لیتا ہے۔

[11]- http://www.ibtimes.co.uk/australia-burqa-ban-backlash-countries-where-islamic-veil-not-allowed-public-1468404

[12]- https://news.un.org/en/story/2017/09/564622-un-human-rights-chief-points-textbook-example-ethnic-cleansing-myanmar

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

اسلاموفوبیا کے اثرات

اسلاموفوبیا کے بہت سے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ جن کو آرٹیکل کی طوالت کے پیش نظر ذیل میں نکات کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

- مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تعصب کا اظہار کیا جاتا ہے۔
- اسکے نتیجے میں (معاذ اللہ) قرآن سوزی اور پیغمبر ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنائے جاتے ہیں اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا جاتا ہے۔
- مساجد و مذہبی مقامات پر حملے: عبادت گاہوں کی توڑ پھوڑ یا دھمکیوں میں اضافہ خاطر خواہ اضافہ ہوا۔
- مذہبی آزادی پر پابندیاں (جیسے فرانس اور دیگر ممالک میں حجاب، نقاب پر پابندی اور انڈیا میں گائے کے ذبح پہ پابندی) لگا دی گئیں۔
- روزمرہ زندگی میں مسلمانوں میں عدم تحفظ، خوف اور فکری الجھن کا بڑھ رہی ہے۔

مسلمان عوامی مقامات، تعلیمی اداروں اور کام کی جگہ پر اپنی مذہبی شناخت (جیسے حجاب، داڑھی، اسلامی نام یا عبادات) ظاہر کرنے سے ہچکچاتے ہیں، کیونکہ انہیں تضحیک، امتیازی سلوک یا ہراسانی کا خدشہ رہتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بہت سے لوگ سماجی میل جول کم کر دیتے ہیں، ذہنی دباؤ اور اضطراب میں مبتلا ہوتے ہیں، اور بعض اوقات اپنی شناخت "چھپا" کر جینے پر مجبور ہو جاتے ہیں، جو فرد کی خود اعتمادی اور کمیونٹی کی سماجی شمولیت دونوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

- مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک (تعلیم، ملازمت، رہائش اور خدمات میں غیر منصفانہ برتاؤ، مسلمانوں کو ہوائی اڈوں پہ سیکیورٹی کے نام پہ تلاشی لئے ہوئی پریشان کرنا) کیا جاتا ہے۔
- بین المذاہب کشیدگی کو فروغ مل رہا ہے۔
- میڈیا پروپگنڈا: مسلمانوں کو مسلسل "خطرہ" دکھانے سے تعصب معمول بن چکا ہے۔
- مسلمانوں کے خلاف پالیسی سطح پر سختیاں کی جا رہی ہیں۔ نگرانی، امیگریشن یا مذہبی آزادی پر پابندیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اسلاموفوبیا کے تدارک میں سیرت النبی ﷺ کی عملی حکمتِ عملی

اسلاموفوبیا کے تدارک میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کے حقیقی پیغامِ امن اور انسان دوستی کو مؤثر انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ غلط فہمیوں اور تعصبات کا خاتمہ ہو سکے۔ سیرتِ نبوی ﷺ اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے ایک جامع اور عملی نمونہ فراہم کرتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مخالفین کے ساتھ حسنِ اخلاق، رواداری، مکالمہ، عدل اور رحم دلی کا جو اسوہ پیش کیا، وہ آج بھی بین المذاہب ہم آہنگی اور پرامن بقائے باہمی کے لیے بہترین رہنمائی ہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ فرمایا بلکہ عملی کردار، امانت و دیانت اور اخلاقِ حسنہ کے ذریعے لوگوں کے دل جیتے۔ عصرِ حاضر میں اگر سیرتِ طیبہ کی ان

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

تعلیمات کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنایا جائے تو اسلاموفوبیا کے منفی اثرات کو کم کرنے اور اسلام کے حقیقی چہرے کو دنیا کے سامنے اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا جاسکتا ہے۔

سیرت نبوی کی روشنی میں اسلاموفوبیا کا تدارک

اسلاموفوبیا کے مقابلے میں سیرتِ نبوی ﷺ کا سب سے مستند جواب "رحمۃ للعالمین" کا تصور ہے۔ یہ تصور اسلام کو انسانیت کے لیے رحمت، اور امن و آشتی کا عملی پیغام بنا کر پیش کرتا ہے۔ قرآنِ مجید نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد واضح الفاظ میں بیان کیا:

وَما أَرْسَلْناكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعالَمِينَ[13]

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں "رحمت" کو رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کا مرکزی وصف قرار دیا گیا ہے۔ اسلاموفوبیا کی بڑی وجہ اسلام کو "سختی اور شدت پسندی کے مذہب کے طور پر پیش کرنا ہے؛ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا وصف "رحمۃ للعالمین" اس تاثر کی جڑ کاٹ دیتا ہے کیونکہ یہ نبی ﷺ کے کردار، تعامل اور معاشرتی طرزِ عمل کو رحمت اور انسان دوستی کی صورت میں نمایاں کرتا ہے۔

"العالمین" کی وسعت

"العالمین" کا لفظ بہت وسیع ہے: اس میں مسلمان، غیر مسلم، مخالفین، کمزور طبقات، خواتین، بچے، غلام، مسافر، حتیٰ کہ جانور اور ماحول سب شامل ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کی رحمت کسی مذہبی یا نسلی دائرے میں قید نہیں۔

اسلاموفوبیا عموماً "ہم" اور "وہ" کی تقسیم (Us vs Them) کو ہوا دیتا ہے۔ جبکہ "رحمۃ للعالمین" کا تصور اس تقسیم کو توڑ کر انسانوں کو مشترک انسانی قدر کی بنیاد پر جوڑتا ہے۔

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:

کوئی جن ہو یا انس، مومن ہو یا کافر، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے، ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا ہو۔ مومن کے لئے تو آپ دنیا اور آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لیے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تخفیف عذاب ہوئی اور خسف (زمین میں دھنسانے کا عذاب) و مسخ (شکل بدل دینے کا عذاب) اور استیصال (کسی قوم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا) کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔

[13] ۔ الانبیاء، 107:7

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ، عامہ، شاملہ، جامعہ، محیطہ بہ جمیع مقیدات، رحمت غیبیہ وشہادت علمیہ، وعینیہ ووجودیہ وشہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیرہ ذالک تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے افضل ہو۔[14]

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں:

أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ رَحْمَةً فِي الدِّينِ وَفِي الدُّنْيَا۔۔۔۔

نبی ﷺ دین میں بھی رحمت ہیں اور دنیا میں بھی رحمت ہیں۔

دین میں اس لئے رحمت ہیں کہ نبی ﷺ کو جس وقت بھیجا گیا لوگ جہالت اور گمراہی میں تھے، اور اہل کتاب میں سے یہود و نصاریٰ اپنے دین کے معاملہ میں زحمت میں تھے ان کا اپنی کتابوں میں بہت اختلاف تھا، اللہ تعالیٰ نے اس وقت سیدنا محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا جب طالب حق کے سامنے نجات کا کوئی راستہ نہیں تھا، اس وقت آپ نے لوگوں کو حق کی دعوت دی اور نجات کا راستہ دکھایا اور ان کے لئے احکام شرعیہ بیان کئے اور حلال اور حرام میں تمیز دی۔[15]

مذکورہ اقتباسات کے، مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی ﷺ کو سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ تو جب آپ ﷺ جن وانس، حیوانات، نباتات حتی کہ جمادات کے لئے بھی رحمت ہیں تو پھر آپ ﷺ نے امت کو بھی نرمی، شفقت اور رحمت کی ترغیب دی۔ تو اسلاموفوبیا کے ماحول میں مسلمانوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ بھی اگر ردِ عمل میں سخت زبان یا جارحانہ رویہ اختیار کریں گے تو اس سے منفی تاثر مضبوط ہوگا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ یہ سکھاتی ہے کہ اخلاق برتری اور نرمی ہی دلوں کو بدلتی ہے تو حضور اس وصف رحمت کا سہارا لیکر نرمی و حکمت علمی سے اسلاموفوبیا کا سدباب کیا جاسکتا ہے۔

کیونکہ نبی ﷺ مخالفین کے ساتھ رحمت والا برتاؤ کرتے۔ نفرت کے جواب میں اخلاق حسنہ سے دل موہ لیتے۔

اسلاموفوبیا اکثر اشتعال انگیزی، توہین یا نفرت انگیز پروپیگنڈا کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت میں ایسے مواقع پر بنیادی اصول یہ نظر آتا ہے کہ شخصی دشمنی کو بھی اصلاح اور خیر خواہی کے زاویے سے دیکھا جائے۔ جیسے طائف کے موقع پر شدید اذیت کے باوجود بددعا کے بجائے ہدایت کی امید رکھنا۔ مکہ میں فتح کے موقع پر عام معافی اور انتقام سے گریز کرنا۔

[14] ۔ سید نعیم الدین مراد آبادی، صدر الافاضل، حاشیہ بر کنز الایمان ص 531، مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

[15] ۔ أبو عبد اللہ محمد بن عمر، فخر الدین الرازي، مفاتيح الغيب=التفسير الكبير، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، ط: 3-1420ھ، ج 22، ص 193

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

یہ تمام مثالیں بتاتی ہیں کہ اسلام کا مزاج انسانیت کو سنوارنا ہے۔ یہی زاویہ اسلاموفوبیا کے بیانیے کو کمزور کرتا ہے جو اسلام کو "تشدد پسند" دکھاتا ہے۔ لیکن رحمت کا مطلب یہ نہیں کہ ظلم پر خاموشی اختیار کر لی جائے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں رحمت کے ساتھ عدل کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اسلاموفوبیا کے تناظر میں اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ غلط بیانی، تعصب اور نفرت کے خلاف مہذب، قانونی اور علمی انداز میں آواز اٹھائی جائے۔ مگر زبان، عمل اور احتجاج میں اخلاقی حدود قائم رہیں۔

غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک

رسول اللہ ﷺ ہمیشہ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پہ اپنے اور اسلام کے شدید ترین دشمنوں کو بھی آپ نے معاف کر دیا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بحیثیت انسان انکو بھی عزت دیتے۔ نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا گیا: یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الجِنَازَةَ، فَقُومُوا[16]

کہ جب بھی کسی جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ

جبکہ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جب آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ "کیا وہ انسان نہیں ہے"؟[17]

ایسے ہی آپ کا فرمان ہے کہ "جس نے کسی معاہد (غیر مسلم ذمی) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔"[18]

عصر حاضر میں اگر مسلم انسانی وقار (Human dignity) کو مرکزی بیانیہ بنائیں اور ان واقعات کو تقریر، تحریر اور سوشل میڈیا میں نمایاں کریں کہ اسلام غیر مسلم کو بھی بحیثیتِ انسان عزت دیتا ہے، اس سے "نفرت" کسی حد تک کم ہو گی۔

[16] ۔ محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة، ط: 1، 1422ھ، کتاب الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ج، 2ص85، الرقم: 1311

[17] ۔ محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري، صحيح البخاري، کتاب الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ج، 2ص85، الرقم: 1312

[18] ۔ محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري، صحيح البخاري، کتاب الجزية، باب إثم من قتل معاهدا بغير جرم، ج4، ص99، الرقم: 3166

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

ایسے ہی اقلیتوں اور غیر مسلم شہریوں کے حقوق اور جان کی حرمت کو واضح کریں۔اور دہشت گردی اور انتہا پسندی کے رد میں بطور "اسلامی اُصول" پیش کریں تو یہ اسلاموفوبیا کی وجہ بننے والے سب سے بڑے عنصر (شدت پسندی) کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔اقلیتوں کے ساتھ عملی حسنِ سلوک کو کمیونٹی لیول پر دکھائیں۔یہ وہ عملی رویّے ہیں جو لوگوں کے تجربے میں اسلام کی "رحمت" کو ثابت کرتے ہیں۔اس سے اسلاموفوبیا شدت سے کم ہوگا۔

مکالمہ اور بین المذاہب رواداری

مکالمہ اور بین المذاہب رواداری و ہم آہنگی بھی سیرت النبی ﷺ کے اہم پہلو ہیں، جن سے اسلاموفوبیا کا تدارک ممکن ہے۔

وفدِ نجران سے مکالمہ

نجران کے عیسائی نمائندگان کا وفد مدینہ آیا۔وہ عقیدۂ مسیح علیہ السلام اور اسلام کے بنیادی عقائد پر گفتگو کے لیے آیا تھا۔نجران (یمن کے شمال میں، حجاز کے جنوبی اطراف) عیسائی آبادی اور علماء کا مرکز تھا۔9 ہجری کے قریب نجران کے عیسائیوں کا ایک نمائندہ وفد جو کہ وہ ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا۔ان میں چودہ آدمی ان کے سرداروں میں سے تھے۔

ان چودہ میں تین افراد فیصلہ ساز تھے۔[19] مدینہ منورہ آیا تاکہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام، خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کے بارے میں گفتگو کرے اور سیاسی و سماجی تعلقات کی نوعیت طے ہو۔

وفد مدینہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست گفتگو ہوئی۔سیرت کی روایات کے مطابق یہ وفد مسجدِ نبوی میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے ان سے مکالمہ فرمایا۔ یہ واقعہ سیرت میں بین المذاہب مکالمہ کی نمایاں مثال کے طور پر ذکر ہوتا ہے۔

اسلاموفوبیا کے تدارک کے زاویے سے وفدِ نجران کی اہمیت

- ایک تو اس سے مکالمہ کی روایت پہنچی جس سے پتہ چلا کہ اختلاف کے باوجود براہِ راست بات چیت، دلیل کے ساتھ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
- پھر اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ معاشرتی امن کے لئے مذہبی اختلاف کے باوجود شہری/سیاسی امن قائم کرنا معاشرتی سکون کے لئے ناگزیر ہے۔
- اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلم برادری کے جان و مال اور مذہبی زندگی کا تحفظ اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

[19] ۔ عبدالملک بن ھشام بن أیوب، السیرۃ النبویۃ، الناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي وأولادہ بمصر، ط:2، 1955م، ج1، ص573

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

- رسول اللہ ﷺ نے وفد کے افراد کی عزت برقرار رکھی گئی، ان کی بات سنی گئی، اور جواب دلیل کے ساتھ دیا گیا۔ اختلاف اپنی جگہ رہا مگر امن اور احترام کی مرکزیت رہی۔

سیرت کے اس پہلو کا اسلاموفوبیا کے تدارک میں کردار

ہمارے ہاں عموماً مکالمہ اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی فضاء نہیں ہے۔ وفدِ نجران کا واقعہ ثابت کرتا ہے کہ اسلام میں مکالمہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔

علاوہ ازیں بین المذاہب گفتگو سے غلط فہمیاں کم ہوتی ہیں، اور اسلام کو خطرہ سمجھنے کے بجائے ایک دین کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کے ساتھ معاملات: عدل، حقوق اور حسنِ سلوک

سیرت میں غیر مسلموں کے ساتھ قانونی، معاشرتی اور اخلاقی سطح پر معاملات بھی واضح ہیں:

آپ ﷺ نے معاملات میں نسب، مذہب یا قبیلہ کی بجائے عدل کو معیار بنایا۔

غیر مسلم شہریوں کے حقوق کی حفاظت اور ظلم سے بچاؤ کی ترغیب دی، جو کہ اسلامی ریاست کی اولین ذمہ داری ہے۔

دوسرا غیر مسلموں سے میل جول، معاملات، تجارت اور سماجی روابط میں دیانت، وفا اور حسنِ اخلاق کی ترغیب دی۔ یہ تمام رویے اس تصور کی نفی کرتے ہیں کہ اسلام غیر مسلموں کے ساتھ سختی یا نفرت سکھاتا ہے۔

سیرت کے اس پہلو کا اسلاموفوبیا کے تدارک میں کردار

اسلاموفوبیا کی ایک بنیاد یہ پروپیگنڈا ہے کہ اسلام دوسروں کے حقوق تسلیم نہیں کرتا۔ سیرت کے یہ نمونے دکھاتے ہیں کہ اسلام حقوق، انصاف اور انسانی وقار کا محافظ ہے۔

جب مسلم معاشرے ان اصولوں کو اپناتے ہیں تو اسلام کے خلاف خوف اور بدگمانی عملاً کم ہوتی ہے، کیونکہ لوگ اسلام کو مسلمانوں کے کردار میں دیکھتے ہیں۔

میثاقِ مدینہ کی اہمیت: کثیر المذہبی معاشرے کا پہلا عملی ماڈل

میثاقِ مدینہ سیرتِ نبوی ﷺ کی ایک نمایاں دستاویز ہے، جس میں مدینہ کے مختلف گروہوں (مسلمان، یہود اور دیگر) کے درمیان شہری نظم، حقوق و فرائض، اور اجتماعی امن کے اصول طے کیے گئے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

جس کے نمایاں پہلوؤں میں سے یہ بھی تھا کہ :

- مختلف مذاہب کو ایک ہی ریاست میں شہری برادری کے طور پر منظم کیا جائے
- ہر فرد کو مذہبی آزادی اور اپنے مذہب پر عمل کی گنجائش دی جائے۔
- اجتماعی امن، باہمی دفاع، اور قانون کی پابندی جیسے امور میں مشترکہ ذمہ داری کا تصور دیا جائے۔
- نزاعات کے حل کے لیے قانونی و انتظامی نظم قائم کیا جائے تاکہ طاقت کے بجائے اصول کے تحت فیصلے ہوں۔

اور رسول اللہ ﷺ نے یہ تمام امور خود سرانجام دے کے اس ریاست کی بنیاد رکھی۔

سیرت کے اس پہلو کا اسلاموفوبیا کے تدارک میں کردار

اسلاموفوبیا پھیلانے کے لئے یہ تاثر پھیلایا جاتا ہے کہ اسلام "کثیر المذہبی معاشرے میں امن سے نہیں رہ سکتا"۔ میثاقِ مدینہ اس کے برعکس ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام نے پہلے دن سے pluralism اور شہری حقوق کے ساتھ نظم قائم کیا۔ یہ دستاویز آج کے دور میں اسلام اور جمہوری تعلق پر اٹھنے والے اعتراضات کا عملی جواب ہے، کیونکہ یہ اسلام کی سیاسی و سماجی تعلیمات میں رواداری اور قانون کی بالادستی دکھاتی ہے۔

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ہر ہر پہلو اسلاموفوبیا کے خاتمے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر:

- آپ ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کرنا
- آپ ﷺ کا دشمنوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنا
- آپ ﷺ کا اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرنا
- آپ ﷺ کا خواتین اور کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ کرنا

پھر دعوتِ اسلام میں حکمت و اخلاق کے ساتھ نرم گفتاری اور حسنِ اخلاق، اور خود عملی نمونہ بن کر دکھانا، دین و دیگر معاملات میں شدت پسندی کی نفی کرنا۔

عصرِ حاضر میں اسلاموفوبیا کے تدارک کے لئے مسلمانوں کی عملی ذمہ داریاں

اسلاموفوبیا کی اس لہر کا مقالہ کرنے کے لئے دنیا بھر اور خصوصا پاکستان بھر کے پڑھے لکھے نوجوانوں کی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ اگر ان ذمہ داریوں کو پورا کیا جائے تو بہت کچھ بہتر ہو سکتا ہے۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

اخلاقی اقدار کی بہتری

عصرِ حاضر میں اسلاموفوبیا کے تدارک کا ایک مؤثر اور بنیادی ذریعہ مسلم نوجوانوں کا اعلیٰ اخلاق اور مثالی کردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی دعوت دینے سے قبل اپنے اخلاق کے بارے میں بتایا۔

ۗ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ[20]

تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ نے اسلام کی حقانیت کا ایسا عملی نمونہ پیش کیا کہ مخالفین بھی آپ کے اخلاق سے متاثر ہوئے اور بہت سے لوگوں نے اسی حسنِ کردار کی بنا پر اسلام قبول کیا۔

لہٰذا موجودہ دور میں بھی نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں سیرتِ نبوی ﷺ کے اخلاقی اصولوں کو اپنائیں۔ جب مسلمان اپنے معاملات، گفتار، کردار اور معاشرت میں سیرت نبوی کا مظہر بن جائیں تو اسلام کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیاں خود بخود دور ہوں گی اور اسلاموفوبیا کے منفی اثرات کم ہوں گے۔ اس طرح مسلمانوں کا عملی کردار اسلام کے حقیقی پیغام کا سب سے مؤثر ترجمان ثابت ہو سکتا ہے۔

میڈیا کا مثبت استعمال

عصرِ حاضر میں اسلاموفوبیا کے فروغ میں میڈیا (بالخصوص سوشل میڈیا) کا کردار نمایاں ہے؛ تاہم سیرتِ نبوی ﷺ کی تعلیمات حکمت، اور حسنِ اخلاق، کی روشنی میں میڈیا کو اسلام کے صحیح تعارف اور غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے مؤثر طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دعوت و ابلاغ میں حکمت جیسا کہ مخاطب کی ذہنی سطح و حالات کے مطابق اچھے اخلاق سے بات کر کے تبلیغ کے بنیادی اُصولوں کی طرف امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ یہی اصول آج کے ڈیجیٹل ماحول میں اسلاموفوبیا کے تدارک کے لیے رہنما ہیں۔

سوشل میڈیا پر اسلام اور مسلمانوں کی نمائندگی محض جذباتی ردِ عمل کے بجائے سیرتِ نبوی ﷺ کے اسلوبِ دعوت کے مطابق ہونی چاہیے۔ مثال کے طور پر مخالفانہ رویّوں کے جواب میں بھی شائستگی، برداشت اور خیر خواہی کو ترجیح دی۔ سوشل میڈیا پر اختلافی موضوعات میں گالی، تحقیر، طنز اور اشتعال انگیزی سے اسلام دشمن عناصر کا پیغام مضبوط ہوتا ہے اور اسلاموفوبک بیانیے کو تقویت ملتی ہے۔ لہٰذا گفتگو میں شائستہ زبان، دلیل، اور احترامِ انسانیت کو معیار بنایا جائے۔

[20] ۔ یونس، 16:10

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

پھر اسلاموفوبیا اکثر غلط حوالوں، سیاق سے کاٹی ہوئی باتوں اور جھوٹی خبروں سے بڑھتا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا بنیادی وصف دیانتداری ہے؛ اسی اصول کے تحت سوشل میڈیا پر کوئی ویڈیو، خبر، اسکرین شاٹ شیئر کرنے سے پہلے تصدیق لازمی تصدیق کی جائے اور اگر اصل ماخذ تک رسائی کے بعد حقائق اپنے خلاف ہوں تو اس صورت میں معذرت کو معمول بنایا جائے۔ یہ طرزِ عمل اعتماد سازی کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔

اس کے علاوہ سوشل میڈیا پر انسانی خدمت (Positive storytelling) کی نمایاں تشہیر کی جائے تاکہ باقی لوگوں کو ترغیب بھی دی جاسکے اور غیر مسلمز تک ایک مثبت پیغام بھی پہنچایا جاسکے۔ عصر حاضر بلا تفریق مریض پُرسی، کمزوروں کی حمایت، پڑوسی کے حقوق، اور معاشرتی اصلاح۔ سوشل میڈیا پر مسلمانوں کی خدمتِ خلق، تعلیمی و فلاحی اقدامات، بین المذاہب ہم آہنگی، اور امن و قانون کی پاسداری کو منظم انداز میں اجاگر کیا جائے تاکہ اسلام کا حقیقی اخلاقی چہرہ نمایاں ہو۔

اس کے علاوہ سیرتِ نبوی ﷺ میں مختلف قبائل و طبقات سے مکالمہ، معاہدات، اور سماجی امن کی کوششیں ملتی ہیں۔ اسی روشنی میں سوشل میڈیا پر "ہم بمقابلہ وہ" کے بیانیے کے بجائے مشترک انسانی اقدار کی بنیاد پر گفتگو کی جائے۔ سوال کرنے والوں کو "دشمن" سمجھنے کے بجائے "مخاطب" سمجھ کر جواب دیا جائے۔

سوشل میڈیا پر حکمت کے ساتھ علمی مواد تیار کیا جائے جو آسان الفاظ میں ہر ایک کے لئے قابل رسائی ہو۔ جس میں اسلام کے ابتدائی تعارف کے بعد عام غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے۔

سیرت النبی کے وہ ابواب خصوصاً سامنے لائے جائیں جو اسلاموفوبیا کے مرکزی اعتراضات کا براہِ راست جواب بنتے ہیں۔

تعلیمی و تحقیقی اقدامات

تعلیم کسی بھی قوم کی ترقی کا راز ہے، لہذا ہمیں اس تعلیمی میدان میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنی ہونگی تاکہ تعلیم یافتہ حضرات اسلام کا مقدمہ دنیا کے سامنے رکھ سکیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ہمارا تعلیمی معیار بھی زوال کا شکار ہے۔ ہم نے اگر اسلاموفوبیا کا مقابلہ کرنا ہے تو ہمیں ایسی تعلیمی ادارے تیار کرنا ہونگے جو تعلیم و تحقیق کے میدان میں بھی پیش پیش ہوں۔ تعلیم کو کاروبار کی بجائے خدمت سمجھ کر پھیلائیں۔ ایسے نوجوان اساتذہ جو اس مقدس پیشہ کو اپنا فرض سمجھ کر نسلوں کی بہتری اور فلاح کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔

عصرِ حاضر میں اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں تعلیمی و تحقیقی اقدامات نہایت مؤثر اور دیرپا نتائج کے حامل ہیں۔ جامعات اور مدارس میں بین المذاہب مطالعہ کو باقاعدہ نصاب اور تحقیقی سرگرمیوں کا حصہ بنایا جائے تاکہ طلبہ مکالماتی رویّے کے ساتھ دوسرے مذاہب اور تہذیبوں کو سمجھ سکیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

سیرتِ نبوی ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں غیر مسلموں سے حسنِ سلوک، عہد و پیمان کی پاسداری، عدل و انصاف اور دعوت میں حکمت جیسے اصول واضح ہیں؛ چنانچہ بین المذاہب کورسز، مشترکہ سیمینارز، مکالماتی ورکشاپس اور مطالعاتی دوروں کے ذریعے ان اصولوں کو عملی تربیت میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سیرت النبی ﷺ پر جدید تحقیق کے میدان میں عصری تقاضوں کے مطابق بین العلومی (Interdisciplinary) کام کی ضرورت ہے، جس میں تاریخ، سماجیات، ابلاغیات، قانون، بین الاقوامی تعلقات اور مذہبی مطالعات کے زاویوں سے سیرت کے موضوعات پر تحقیق کی جائے۔

اسلاموفوبیا کے بیانیے عموماً غلط معلومات، سیاق سے کٹی ہوئی نصوص، اور میڈیا فریمنگ کے ذریعے بنتے ہیں؛ لہٰذا تحقیقی سطح پر اعتراضات کا علمی جواب، سیرت کے اخلاقی و انسانی پہلوؤں کی دستاویزی پیشکش، اور عالمی زبانوں میں معیاری اشاعتیں کتب، جرنلز، پالیسی بریفز کی صورت میں اسلام کے حقیقی تعارف میں مدد دیتی ہیں۔ مزید یہ کہ تحقیقی مراکز اور سیرت چیئرز کے قیام، ڈیجیٹل آرکائیوز، ترجمہ و تدوین کے منصوبوں، اور بین الاقوامی یونیورسٹیوں کے ساتھ مشترکہ ریسرچ کے ذریعے ایسا علمی سرمایہ پیدا کیا جا سکتا ہے جو تعصب کے مقابلے میں دلیل، مکالمہ اور انسانی اقدار کی بنیاد پر اسلام کے پُرامن اور رحمت والے پیغام کو مؤثر انداز میں دنیا کے سامنے رکھ سکے۔

نوجوانوں کا کردار

نوجوان کسی بھی قوم کی سب سے بڑی قوت ہوتے ہیں؛ ان کی توانائیاں، وقت اور صلاحیتیں اگر درست سمت میں لگ جائیں تو معاشرہ تیزی سے بدل سکتا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ نوجوانوں کو فضول اور غیر نتیجہ خیز مصروفیات سے ہٹا کر مثبت، تعمیری اور سماجی بھلائی کے کاموں کی طرف لایا جائے، خصوصاً اسلاموفوبیا جیسے فکری و سماجی چیلنج کے مقابلے میں۔

عصرِ حاضر میں اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے نوجوانوں کا کردار اس لیے بھی اہم ہے کہ نوجوان رائے سازی میں تیزی سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ تعلیمی اداروں، سماجی حلقوں اور خصوصاً سوشل میڈیا پر وہی طبقہ زیادہ نمایاں ہے جو گفتگو کے انداز، معلومات کے انتخاب اور رویّوں سے دوسروں کے ذہن میں کسی مذہب یا قوم کی تصویر بناتا ہے۔ اس تناظر میں اسلاموفوبیا کا مؤثر مقابلہ محض نعروں یا جذباتی ردِ عمل کی بجائے نوجوانوں کی مثبت نمائندگی، مکالمے کے فروغ، خدمتِ خلق اور ذمہ دارانہ ابلاغ سے ہوتا ہے۔ یوں نوجوان اپنے رویّے اور سرگرمیوں کے ذریعے معاشرے میں اعتماد اور امن کو فروغ دیتے ہیں۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

اس عمومی پس منظر کو سیرتِ نبوی ﷺ سے جوڑیں تو واضح ہوتا ہے کہ نوجوانوں کے لیے سب سے اہم کام سفیرِ امن بننا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ امن کی دعوت ایک انتہائی اہم ذمہ داری ہے۔ اسی طرح نوجوان اخلاقِ نبوی ﷺ کی عملی ترویج اور اسلاموفوبیا کے مقابلے میں سب سے مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر نوجوان اپنی روزمرہ زندگی، سکول، کالج، یونیورسٹی، گھر اور معاشرے میں اپنا مثبت کردار ادا کریں تو اسلاموفوبیا کے بیانیے خود بخود کمزور پڑ جاتے ہیں۔

علماء اور دینی حلقوں کی ذمہ داریاں

علما اور دینی ادارے کسی بھی معاشرے میں فکری و اخلاقی رہنمائی کے بنیادی مراکز ہوتے ہیں، اس لیے اسلاموفوبیا کے تناظر میں ان کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے۔ آج ضرورت ہے کہ منبر و محراب، مدارس اور دینی تنظیمیں اپنے اثر و رسوخ کو محض داخلی مباحث تک محدود رکھنے کے بجائے معاشرتی ہم آہنگی، اور دینی فہم و تفہیم کے لیے منظم انداز میں استعمال کریں، تاکہ غلط فہمیوں اور تعصبات کو علمی و اخلاقی طریقے سے کم کیا جا سکے۔

عصرِ حاضر میں اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے علما اور دینی اداروں کی ایک بڑی ذمہ داری اعتدال پسند بیانیہ تشکیل دینا اور اسے عام کرنا ہے۔ اعتدال پسند بیانیے سے مراد یہ ہے کہ دین کی تعلیمات کو توازن، حکمت اور زمانے کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے پیش کیا جائے؛ دین کو سخت گیری اور تنگ نظری کے قالب میں محدود نہ کیا جائے۔ اگر دینی ادارے قرآن و سنت کی روشنی کشید کر کے عوام الناس تک پہنچائیں۔ اختلافِ رائے کے آداب سکھائیں، تو عام لوگوں میں بھی دینی فہم متوازن ہو گا۔ فرقہ واریت میں کمی ہو گی۔ اسی طرح خطبات، دروس، اور میڈیا بیانات میں شائستہ زبان، تحقیق و آگاہی، اور غیر ضروری اشتعال انگیزی سے اجتناب اسلاموفوبیا کے لیے مواد فراہم کرنے والے بیانیوں کو کمزور کرتا ہے۔

اس عمومی ضرورت کو سیرتِ نبوی ﷺ سے جوڑیں تو واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اسلوبِ دعوت و اصلاح حکمت، نرمی اور خیر خواہی پر قائم تھا، اور آپ ﷺ نے معاشرے میں امن، عدل اور اخلاقی تربیت کو بنیادی ترجیح دی۔ اسی سیرتی رہنمائی کی روشنی میں علما اور دینی اداروں پر لازم ہے کہ وہ انتہا پسندی کے خلاف فکری رہنمائی فراہم کریں: یعنی نوجوانوں اور عوام کو یہ سمجھائیں کہ دین کے نام پر تشدد، نفرت اور قانون شکنی نہ صرف شرعاً غلط ہے بلکہ اسلام کے تعارف کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے مدارس و جامعات میں فکری تربیت، نصوص کے درست فہم، مقاصدِ شریعت، اور سیرت کے اخلاقی و سماجی پہلوؤں پر مضبوط

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

علمی کام کرایا جائے، جبکہ گمراہ کن پروپیگنڈے اور شدت پسند تعبیرات کا مدلل، پرامن اور علمی رد کیا جائے۔ یوں علما اور دینی ادارے سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اسلاموفوبیا کے انسداد میں مؤثر اور عملی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

عالمی سطح پر بین المذاہب مکالمہ

عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے رجحان کے مقابلے میں بین المذاہب مکالمہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان غلط فہمیاں عموماً براہِ راست رابطہ نہ ہونے، یک طرفہ معلومات اور میڈیا کے منفی تاثر سے جنم لیتی ہیں۔ جب مذہبی قائدین، اسکالرز، پالیسی ساز اور سول سوسائٹی ایک ہی پلیٹ فارم پر بیٹھ کر سنجیدہ گفتگو کرتے ہیں تو تعصب کی شدت کم ہوتی ہے، مشترک مسائل پر تعاون کی راہیں کھلتی ہیں اور نفرت کے بیانیے کم ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں امن کانفرنسز، بین الاقوامی سیمینارز، مشترکہ اعلامیے، اور بین المذاہب فورمز ایسے عملی ذرائع ہیں جو نہ صرف غلط فہمیوں کی اصلاح کرتے ہیں بلکہ عوامی سطح پر بھی امن و رواداری کا پیغام مضبوط کرتے ہیں۔

اس عمومی ضرورت کو سیرتِ نبوی ﷺ سے جوڑیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاشرتی امن اور باہمی بقا کے اصولوں کو عملی صورت میں پیش کیا، اور مختلف گروہوں کے ساتھ گفت و شنید، معاہدات اور ذمہ دارانہ تعامل کے ذریعے امن کے قیام کو یقینی بنایا۔ چنانچہ عالمی امن کانفرنسز میں سیرت کے اخلاقی و سماجی اصولوں کو بطور مشترک ضابطہ پیش کرنا، مشترکہ خدمتِ انسانیت کے منصوبے شروع کرنا، اور میڈیا میں مشترکہ پیغامات جاری کرنا ایسے اقدامات ہیں جو مکالمے کو نتیجہ خیز بنا کر اسلاموفوبیا کے انسداد میں حقیقی پیش رفت پیدا کرتے ہیں۔

عصرِ حاضر کی کامیاب عملی مثالیں (Case Study)

سیرتِ نبوی ﷺ کے اصولوں کی عصرِ حاضر میں عملی تنفیذ کی دلیل کو مزید ٹھوس بنانے کے لیے ذیل میں تین ایسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن میں مسلم اداروں اور کمیونٹیز نے سیرت سے ماخوذ اصولوں کو باقاعدہ پالیسی، بین الاقوامی معاہدے یا کمیونٹی سطح کے پروگرام کی شکل دے کر اسلاموفوبیا کے تدارک میں حقیقی اور قابلِ مشاہدہ پیش رفت کی۔

رسالۂ عمان (Amman Message) — اعتدال پسندی کا عالمی اعلامیہ

رسالۂ عمان (The Amman Message) کی ابتدا ایک تفصیلی بیان سے ہوئی جو 27 رمضان 1425ھ / 9 نومبر 2004ء کی شب، عمان، اردن میں عزت مآب شاہ عبداللہ ثانی بن الحسین کی جانب سے جاری کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ اسلام کیا ہے اور کیا نہیں، اور کون سے اعمال اسلام کی نمائندگی

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

کرتے ہیں اور کون سے نہیں۔اس کا ہدف جدید دنیا کے سامنے اسلام کی حقیقی فطرت اور ''سچے اسلام'' کی حقیقت کو واضح کرنا تھا۔اس بیان کو مزید دینی اتھارٹی دینے کے لیے شاہ عبداللہ دوم نے پھر دنیا بھر سے اسلام کے تمام مکاتبِ فکر اور مدارس کی نمائندگی کرنے والے 24 نہایت سینئر مذہبی علماء کو تین سوالات بھیجے:

(1)مسلمان کون ہے؟

(2)کیا کسی کو مرتد قرار دینا(تکفیر کرنا) جائز ہے؟

(3)فتویٰ(شرعی حکم) جاری کرنے کا حق کس کو ہے؟[21]

ان جلیل القدر علماء جن میں شیخ الازہر، شیخ یوسف القرضاوی اور آیت اللہ سیستانی بھی شامل تھے کی طرف سے دیے گئے فتاویٰ کی بنیاد پر جولائی 2005ء میں شاہ عبداللہ دوم نے 50 ممالک سے تعلق رکھنے والے دنیا کے 200 ممتاز اسلامی علماء (علما) کی ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس عمان میں منعقد کی۔ وہاں علماء نے تین بنیادی امور پر متفقہ طور پر ایک فیصلہ جاری کیا(جو "رسالۃ عمان "یعنی عمان پیغام کے تین نکات'' کے نام سے معروف ہوا۔اور بعد ازاں یہ اعلامیہ پانچ سو سے زائد جید علماء کی توثیق حاصل کر چکا ہے[22]۔

انہوں نے سنی، شیعہ اور اباضی اسلام کے تمام 8 فقہی مذاہب (مذاہبِ فقہ) کی صحت و معتبر حیثیت کو تسلیم کیا؛ نیز روایتی اسلامی علمِ کلام (اشعریت)، اسلامی تصوف(صوفی ازم)،اور معتدل حقیقی سلفی فکر کو بھی تسلیم کیا،اور اس بات کی ایک واضح تعریف طے کی کہ مسلمان کون ہے۔

اس تعریف کی بنیاد پر انہوں نے مسلمانوں کے درمیان تکفیر کو ممنوع قرار دیا۔[23]

اس اعلامیے کا مرکزی نکتہ باہمی تکفیر کی ممانعت اور مسلم مکاتبِ فکر کے مابین رواداری کا فروغ تھا۔یہ اقدام میثاقِ مدینہ کی اس روح کی عملی تجدید ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے مختلف گروہوں کو ایک قانونی واخلاقی ضابطے کے تحت جوڑ کر باہمی احترام کی بنیاد رکھی تھی۔عمان پیغام نے یہ ثابت کیا کہ عالمی سطح پر منظم علمی اتفاقِ رائے اسلاموفوبیا کے اس بیانیے کی تردید کر سکتا ہے کہ اسلام ایک یک رنگی اور شدت پسند مذہب ہے۔

دستاویزِ اخوتِ انسانی اور ابراہیمی خاندان کا گھر

فروری 2019ء میں ابوظہبی میں پوپ فرانسس اور جامعہ الازہر کے شیخ الازہر ڈاکٹر احمد الطیب نے "دستاویزِ اخوتِ انسانی برائے عالمی امن و باہمی بقا" پر دستخط کیے، جس میں مکالمے کو راستہ، باہمی تعاون کو ضابطہ اور باہمی افہام و تفہیم کو طریقہ کار قرار دیا گیا[24]۔اس دستاویز کے عملی ثمرے کے طور پر ابوظہبی کے سعدیات

[21]- The Amman Message (Amman: The Royal Aal al-Bayt Institute for Islamic Thought, 2009.)p:16

[22] - The Amman Message: Building Islamic Unity in a Divided World, ResearchGate, https://www.researchgate.net/publication/389399635 — endorsed by more than 500 Muslim scholars.

[23] . The offical Website of The Amman Message, Access Date 22-7-2026, https://ammanmessage.com/

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

جزیرے پر "ابراہیمی خاندان کا گھر" تعمیر کیا گیا، جس میں ایک مسجد، ایک گرجا گھر اور ایک عبادت خانہ (Synagogue) ایک ہی احاطے میں شامل ہیں، اور یہ مرکز فروری 2023ء میں بنا اور مارچ میں باقاعدہ طور پر عوام کے لیے کھول دیا گیا[25]۔

یہ اقدام عملی طور پر اسی اصول کی تجسیم ہے جو رسول اللہ ﷺ نے وفدِ نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مکالمے اور مدینہ منورہ میں یہود کے ساتھ شہری معاہدوں کے ذریعے قائم کیا تھا: مختلف مذاہب کے پیروکار ایک ہی جگہ، احترام اور امن کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ یہ منصوبہ عالمی میڈیا میں وسیع پیمانے پر رپورٹ ہوا اور اسے مسلم دنیا کی جانب سے بین المذاہب رواداری کے فروغ کی ایک نمایاں عملی مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

برطانیہ میں "وزٹ مائی مسجد" (Visit My Mosque Day)

2015ء میں برطانیہ کی مسلم کونسل (Muslim Council of Britain) نے محض بیس مساجد کے ساتھ ایک سادہ سی مہم کا آغاز کیا جس کا مقصد مساجد کے دروازے مقامی غیر مسلم کمیونٹی کے لیے کھولنا تھا[26]۔ یہ مہم اگلے برسوں میں تیزی سے پھیلی اور اب ہر سال ڈیڑھ سو سے دو سو کے قریب مساجد اس میں شریک ہوتی ہیں[27]، جہاں مہمانوں کو مسجد کی تاریخ، اسلامی عبادات اور مقامی مسلم کمیونٹی کے سماجی کردار سے متعارف کرایا جاتا ہے۔ 2018ء میں برطانوی وزیرِ اعظم، لندن کے میئر اور حزبِ اختلاف کے رہنما نے بھی اس دن مقامی مساجد کا دورہ کیا[28]۔

یہ مہم سیرتِ نبوی ﷺ کے اس اصول کی عصری تعبیر ہے کہ دعوت و تعارف کے لیے دروازے کھلے رکھے جائیں، اجنبی کو خوش آمدید کہا جائے اور مکالمے کے ذریعے غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے — بالکل اسی طرح جیسے آپ ﷺ نے وفدِ نجران کو مسجدِ نبوی میں ٹھہرایا اور ان سے براہِ راست گفتگو فرمائی۔ یہ کمیونٹی سطح کی مثال ثابت کرتی ہے کہ سیرت سے ماخوذ "کھلے دروازے کی حکمتِ عملی" ایک جدید، مغربی اور غیر مسلم اکثریتی معاشرے میں بھی مؤثر طور پر قابلِ عمل ہے۔

[24] "Higher Committee of Human Fraternity unveils design for the Abrahamic Family House", Religion News Service, 23 September 2019, https://religionnews.com/2019/09/23/higher-committee-of-human-fraternity-unveils-design-for-the-abrahamic-family-house/

[25]- Human Fraternity for World Peace and Living Together, Apostolic Vicariate of Southern Arabia, https://avosa.org/humanfraternity — Abrahamic Family House inaugurated 16 February 2023.

[26] "Visit My Mosque", Muslim Council of Britain, https://mcb.org.uk/initiatives/visit-my-mosque/ — launched February 2015 with ~20 mosques.

[27] "Visit My Mosque 2025: Flying Our Flags for Friendship", Muslim Council of Britain, https://mcb.org.uk/visit-my-mosque-2025-flying-our-flags-for-friendship-telling-our-stories/ — ~150-200 mosques annually, 10th year in 2025.

[28] "Prime Minister and London Mayor Take Part in Visit My Mosque day", Muslim Council of Britain, https://mcb.org.uk/prime-minister-and-london-mayor-take-part-in-visit-my-mosque-day/

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

مذکورہ بالا مثالیں علمی و مذہبی سطح پر (الرسالۃ عمان)، عالمی سفارتی سطح پر (دستاویزِ اخوتِ انسانی) اور کمیونٹی سطح پر (وزٹ مائی مسجد) ——یہ ثابت کرتی ہیں کہ سیرتِ نبوی ﷺ کے اصولوں کو قابلِ پیمائش، ادارہ جاتی اور دیرپا پروگراموں کی صورت میں نافذ کیا جاسکتا ہے، جو اسلاموفوبیا کے تدارک میں حقیقی اور مشاہداتی نتائج دکھاتے ہیں۔

خلاصہ بحث

زیرِ نظر تحقیق نے اس امر کو واضح کیا ہے کہ اسلاموفوبیا محض ایک وقتی یا سطحی رجحان نہیں بلکہ ایک پیچیدہ عالمی مسئلہ ہے جس کی جڑیں تاریخی تعصبات، مذہبی مخاصمت، مغرب کے تہذیبی تفاخر، سیاسی مفادات اور میڈیا کی یک طرفہ نمائندگی میں پیوست ہیں۔ نائن الیون کے بعد یہ رجحان مزید تیز ہوا اور سوشل میڈیا نے اسے عالمگیر سطح پر پھیلانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو امتیازی سلوک، مساجد پر حملوں، مذہبی آزادی کی پابندیوں اور نفسیاتی دباؤ جیسے سنگین مسائل کا سامنا ہے، جبکہ اسلام کا حقیقی، پرامن اور انسان دوست چہرہ پسِ پشت چلا جاتا ہے۔

تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ان تمام چیلنجز کا سب سے مؤثر اور پائیدار جواب سیرتِ نبوی ﷺ کی عملی تعلیمات میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو "رحمۃ للعالمین" بنا کر بھیجا، اور یہ تصور اسلام کو سختی و شدت پسندی کے بجائے رحمت، محبت اور انسانیت کے دین کے طور پر پیش کرتا ہے۔ لفظ "العالمین" کی وسعت مسلم، غیر مسلم، کمزور طبقات اور حتیٰ کہ حیوانات و ماحول تک پھیلی ہوئی ہے، جو اسلاموفوبیا کے پیدا کردہ "ہم بمقابلہ وہ" کے بیانیے کی نفی کرتی ہے۔

سیرتِ طیبہ کے مختلف واقعات اس ماڈل کی عملی مثالیں ہیں: میثاقِ مدینہ نے دنیا کے پہلے کثیر المذہبی معاشرے کو قانونی اور اخلاقی بنیادوں پر منظم کیا اور تمام باشندوں کو مذہبی آزادی اور شہری حقوق دیے۔ وفدِ نجران سے مکالمہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام اختلافِ رائے کے باوجود پرامن گفتگو اور احترام کو فروغ دیتا ہے۔ غیر مسلم ہمسایوں اور اقلیتوں کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کے جان و مال کی حرمت اور فتحِ مکہ کے موقع پر دشمنوں کے لیے عام معافی جیسے واقعات ثابت کرتے ہیں کہ اسلام عدل، رواداری اور عفو و درگزر کا داعی ہے، نہ کہ نفرت اور جبر کا۔

تحقیق نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ ان اصولوں کو محض تاریخی حوالوں تک محدود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق عملی حکمتِ عملی میں ڈھالنا ضروری ہے۔ اس ضمن میں مسلم نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اخلاق و کردار کو سیرتِ نبوی ﷺ کے مطابق ڈھالیں تاکہ ان کا عمل خود اسلام کی صداقت کی گواہی بنے۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کے میدان میں دیانتداری، تصدیقِ خبر، شائستہ زبان اور مثبت نمائندگی کو معمول بنانا اسلاموفوبک بیانیوں کی جڑ کاٹنے کے

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

مترادف ہے۔اسی طرح تعلیمی و تحقیقی اداروں میں بین المذاہب مطالعہ، سیرت پر جدید و بین العلومی تحقیق،اور علماء و دینی حلقوں کی جانب سے اعتدال پسند بیانیے کا فروغ بھی اس جدوجہد کا لازمی حصہ ہیں۔عالمی سطح پر بین المذاہب مکالمہ،امن کانفرنسز اور مشترکہ اعلامیے بھی غلط فہمیوں کے ازالے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ رسالۃ عمان، دستاویزِ اخوتِ انسانی اور ابراہیمی خاندان کے گھر کی تعمیر،اور برطانیہ میں "وزٹ مائی مسجد" جیسی عملی مثالیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ سیرتِ نبوی ﷺ کے اصول محض نظریاتی نہیں بلکہ قابلِ عمل، قابلِ پیمائش اور دیرپا نتائج دینے والے ہیں۔یہ اقدامات علمی، سفارتی اور کمیونٹی کی سطح پر سیرت کی روح کی عملی تجدید ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام اور مغربی یا کثیر المذہبی معاشرے پرامن بقائے باہمی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اسلاموفوبیا کا تدارک کسی ایک ادارے، طبقے یا حکومت کی ذمہ داری نہیں بلکہ ایک اجتماعی جدوجہد کا تقاضا کرتا ہے، جس میں نوجوان، علماء، میڈیا، تعلیمی ادارے اور عالمی برادری سب کو سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ سیرتِ طیبہ محض ایک تاریخی داستان نہیں بلکہ ایک زندہ، عملی اور آفاقی حکمتِ عملی ہے جو رحمت، عدل، مکالمہ اور رواداری کے ذریعے آج کے دور میں بھی اسلاموفوبیا جیسے سنگین چیلنج کا مؤثر اور پائیدار حل فراہم کرتی ہے،اور اسلام کے حقیقی، پرامن اور انسان دوست تشخص کو دنیا کے سامنے اجاگر کر سکتی ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے مزید تقابلی، بین العلومی اور خود تنقیدی تحقیق کی راہ ہموار کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

سفارشات و تجاویز

موضوع ہذا پہ مزید کام کی سفارشات و تجاویز درج ذیل ہیں:

1. مسلم اکثریتی اور اقلیتی ممالک میں سیرت پر مبنی بین المذاہب اقدامات کی تقابلی کیس اسٹڈی کی جائے۔
2. سوشل میڈیا پر اسلاموفوبک بیانیوں کے تدارک کے لیے عملی رہنما اصول (Content Guidelines) مرتب کیے جائیں، جو سیرت کے اسلوبِ دعوت پر مبنی ہوں۔
3. جامعات میں سیرت اور بین المذاہب مکالمے پر مشترکہ نصاب اور تحقیقی چیئرز قائم کی جائیں۔
4. مغربی میڈیا میں مسلمانوں کی نمائندگی پر مزید مقداری (Quantitative) تحقیق کی جائے تاکہ رجحانات کو اعداد و شمار کی روشنی میں دیکھا جا سکے۔
5. نوجوانوں کے لیے سیرت پر مبنی تربیتی ورکشاپس اور ڈیجیٹل مواد کی تیاری کی جائے جو عالمی زبانوں میں دستیاب ہو۔
6. آئندہ محققین اس بات کا جائزہ لیں کہ مسلم ممالک کی داخلی پالیسیاں اور رویے خود بھی اسلاموفوبیا کے بیانیے کو کس حد تک تقویت دیتے ہیں، تاکہ مقالہ زیادہ متوازن اور خود تنقیدی ہو۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

مصادر و مراجع

1. القرآن الكريم
2. عبد الملك بن هشام بن أيوب، السيرة النبوية، (الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، ط:2، 1955م)
3. محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، (الناشر: دار طوق النجاة، ط:1، 1422ھ)
4. أبو عبدالله محمد بن عمر، فخر الدين الرازي، مفاتيح الغيب = التفسير الكبير، (الناشر: دار إحياء التراث العربي — بيروت، ط:3-1420ھ)
5. سید نعیم الدین مراد آبادی، صدر الافاضل، حاشیہ بر کنز الایمان، (مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور)
6. علي بن محمد المنتصر بالله الكتاني، انبعاث الإسلام في الأندلس، (الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت — لبنان، ط:1، 2005م)
7. مصطفى السباعی، الاستشراق والمستشرقون، (ناشر: دار الورق القاہرہ مصر)
8. Oxford Advanced Learner’s Dictionary. “Islamophobia.” (Oxford University Press)
9. Runnymede Trust. Islamophobia: A Challenge for Us All. London(The Runnymede Trust 1997)
10. The Editors of Encyclopaedia Britannica. “Islamophobia.” Encyclopaedia Britannica.
11. Bleich, E., Stonebraker, H., Nisar, H., & Abdelhamid, R. (2015). Media Portrayals of Minorities: Muslims in British Newspaper Headlines, 2001–2012. Journal of Ethnic and Migration Studies, 41(6), 942-962. DOI: 10.1080/1369183X.2014.1002200
12. President George W. Bush, October 11, 2001. (George W. Bush Library)
13. https://www.georgewbushlibrary.gov/research/topic-guides/global-war-terror
14. https://www.bbc.com/news/world-us-canada-38781302
15. http://www.ibtimes.co.uk/australia-burqa-ban-backlash-countries-where-islamic-veil-not-allowed-public-1468404
16. https://news.un.org/en/story/2017/09/564622-un-human-rights-chief-points-textbook-example-ethnic-cleansing-myanmar
17. https://www.bbc.com/urdu/news/story/2004/02/040210_french_scarfban_sen
18. The Amman Message (Amman: The Royal Aal al-Bayt Institute for Islamic Thought, 2009.)
19. The Amman Message: Building Islamic Unity in a Divided World, ResearchGate, https://www.researchgate.net/publication/389399635 — endorsed by more than 500 Muslim scholars.
20. The offical Website of The Amman Message, Access Date 22-7-2026, https://ammanmessage.com/
21. "Higher Committee of Human Fraternity unveils design for the Abrahamic Family House", Religion News Service, 23 September 2019, https://religionnews.com/2019/09/23/higher-committee-of-human-fraternity-unveils-design-for-the-abrahamic-family-house/
22. Human Fraternity for World Peace and Living Together, Apostolic Vicariate of Southern Arabia, https://avosa.org/humanfraternity — Abrahamic Family House inaugurated 16 February 2023.
23. "Visit My Mosque", Muslim Council of Britain, https://mcb.org.uk/initiatives/visit-my-mosque/ — launched February 2015 with ~20 mosques.
24. "Visit My Mosque 2025: Flying Our Flags for Friendship", Muslim Council of Britain, https://mcb.org.uk/visit-my-mosque-2025-flying-our-flags-for-friendship-telling-our-stories/ — ~150-200 mosques annually, 10th year in 2025.
25. "Prime Minister and London Mayor Take Part in Visit My Mosque day", Muslim Council of Britain, https://mcb.org.uk/prime-minister-and-london-mayor-take-part-in-visit-my-mosque-day/

OPEN ACCESS
CC BY